رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ — عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

تار کا پتہ الفضل قادیان

الفضل

قادیان

ایڈیٹر — غلام نبی

The ALFAZL QADIAN

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند عہ — قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ۱۳

جلد ۲۲	مورخہ ۱۹۳۴ء ۲۳ اکتوبر	مطابق	یوم شنبہ	۱۳ رجب ۱۳۵۳ھ	مورخہ	نمبر ۵۰

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے متعلق ۲۱ اکتوبر بوقت ۴½ بجے بعد دوپہر کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کو کھانسی کی تکلیف ہے۔ اور کچھ حرارت بھی ہے۔ احباب صحت کے لئے دُعا فرمائیں۔ حضرت اقدس کا صاحبزادہ مرزا رفیع احمد چند روز بعارضہ بخار بیمار ہے۔ احباب صحت کے لئے دُعا فرمائیں۔

نظارت دعوۃ و تبلیغ کی طرف سے مولوی نذیر احمد صاحب ملتانی کو ۲۰ اکتوبر سامانہ۔ ریاست پٹیالہ میں جلسوں میں شمولیت کیلئے روانہ کیا گیا۔

احراریوں کے جلسہ کے سلسلہ میں جو حدود قادیان سے باہر ڈی۔ اے۔ وی سکول میں منعقد ہوا۔ حکام کی طرف سے پولیس کا بہت بڑے پیمانہ پر انتظام کیا گیا ہے۔ گاڑی سے اترنے والوں کو سٹیشن سے آبادی سے باہر ہی باہر پیادہ اور سوار پولیس کے پہرہ

خطبہ جمعہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وقت آگیا ہے کہ ہم اس رنگ میں قربانیاں کریں جو بہت جلد نتیجہ خیز ہوں

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

(فرمودہ ۱۹ اکتوبر ۱۹۳۴ء)

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

سب سے پہلے تو میں اُن تمام مبلغین

کو جو اس وقت قادیان میں موجود ہیں۔ ہدایت دیتا ہوں کہ وُہ نمازِ جمعہ کے معاً بعد تاکہ گاڑی نہ چھوٹ جائے۔ میری کوٹھی دار الحمد واقعہ محلہ دار الانوار میں فوراً میرے پاس پہنچ جائیں

کیونکہ بعض ضروری کاموں کے لئے ہیں سے انہیں باہر بھجوانا ہے۔ یہ کام الیکشن کے متعلق ہے۔ اور انہیں سرگودہا جھنگ اور سیانوالی کی طرف جانا ہوگا۔ ناظر دعوت و تبلیغ کو چاہیئے۔ کہ وہ فوراً ان کے کرایہ وغیرہ کا انتظام گاڑی کے جانے سے پہلے کردیں۔ تاکہ انہیں آج ہی روانہ کیا جاسکے ؛

اس کے بعد میں دوستوں کو اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ گورنمنٹ نے بعض مصالح کے ماتحت جن کو میں تو درست نہیں سمجھتا۔ لیکن بہر حال حکام نے اپنے بعض مصالح کے ماتحت یہاں اعلان کیا۔ اور ہم نے ان کی اس خواہش کے ساتھ تعاون کرنے کا وعدہ کرلیا ہے۔ کہ ان پانچ ایام میں بلکہ شائد ستائیس تاریخ تک کوئی شخص قادیان میں

ہاتھ میں سوٹی

نہ رکھے۔ چنانچہ آپ لوگ دیکھتے ہیں۔ کہ باوجود اس بات کے کہ ہماری خاندانی روایات یہی ہیں۔ کہ ہم ہاتھ میں سوٹی رکھتے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی فرمایا کرتے تھے۔ کہ ہم جب باہر نکلتے ہیں۔ تو ہاتھ میں سوٹی رکھتے ہیں۔ قانون کے احترام میں میں آج بغیر سوٹی کے آیا ہوں۔ اگر میں

قانون کا احترام

کرتا ہوں۔ تو ہماری جماعت کے ہر فرد کا یہ فرض ہے۔ کہ وہ اس قانون کی پابندی کرے۔ اور ہماری طرف سے جو وعدہ کیا گیا ہے اسے پورا کرے۔ اور ان ایام میں کسی قسم کی کوئی سوٹی اپنے پاس نہ رکھے ؛

اس کے بعد میں یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ سات یا آٹھ دن تک اگر اللہ تعالےٰ نے مجھے زندگی اور توفیق بخشی۔ تو میں

ایک نہایت ہی اہم اعلان

جماعت کے لئے کرنا چاہتا ہوں۔ چھ یا سات دن سے قبل میں وہ اعلان کرنا مناسب نہیں سمجھتا۔ اس اعلان کی ضرورت اور اس کی وجوہ بھی میں اُسی وقت بیان کروں گا۔ لیکن اس سے پہلے میں آپ لوگوں کو اس امر کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ کہ آپ لوگ احمدی کہلاتے ہیں۔ آپ لوگوں کا دعوےٰ ہے۔ کہ آپ

خدا تعالےٰ کی چنندہ جماعت

ہیں۔ آپ لوگوں کا دعوےٰ ہے۔ کہ آپ خدا تعالےٰ کے مامور پر کامل یقین رکھتے ہیں۔ آپ لوگوں کا دعوےٰ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے لئے آپ نے اپنی جانیں۔ اور اپنے اموال قربان کر رکھے ہیں۔ اور آپ لوگوں کا دعوےٰ ہے۔ کہ ان تمام قربانیوں کے بدلے اللہ تعالےٰ سے آپ لوگوں نے

جنت کا سودا

کرلیا۔ یہ دعوےٰ آپ لوگوں نے میرے ہاتھ پر دُہرایا۔ بلکہ آپ میں سے ہزاروں انسانوں نے اس عہد کی ابتدا میرے ہاتھ پر کی ہے۔ کیونکہ وہ میرے ہی زمانہ میں احمدی ہوئے قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ اگر تمہارے باپ۔ تمہارے بیٹے۔ تمہاری بیویاں۔ تمہارے عزیز و اقارب۔ تمہارے اموال۔ اور تمہاری جائدادیں۔ تمہیں خدا اور اس کے رسول سے زیادہ پیاری ہیں۔ تو تمہارے ایمان کی کوئی حقیقت نہیں یہ ایک معمولی اعلان نہیں۔ بلکہ

اعلان جنگ

ہوگا ہر اس انسان کے لئے جو اپنے ایمان میں ذرہ بھر بھی کمزوری رکھتا ہے۔ یہ اعلان جنگ ہوگا ہر اُس شخص کے لئے جس کے دل میں نفاق کی کوئی بھی رگ باقی ہے۔ لیکن میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ ہماری جماعت کے تمام افراد الا ماشاء اللہ سوائے چند لوگوں کے سب

سچے مومن

ہیں۔ اور اس وعدے پر قائم ہیں۔ جو انہوں نے بیعت کے وقت کیا۔ اور اس وعدے کے مطابق جس قربانی کا بھی ان سے مطالبہ کیا جائے گا۔ اسے کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہیں گے خطبۂ جمعہ میں بولنا تو منع ہے۔ لیکن اگر امام اجازت دے۔ تو انسان بول سکتا ہے۔ پس

میں آپ لوگوں سے پوچھتا ہوں

کہ کیا آپ اُس وعدے پر قائم ہیں۔ جو آپ لوگوں نے میرے ہاتھ پر کیا؟ (چاروں طرف سے یقیناً ہم قائم ہیں۔ اور لبیک کی آوازیں بلند ہوئیں)

اس کے بعد میں آپ لوگوں کو

نصیحت

کرتا ہوں کہ جب آپ لوگ اپنی جانیں میرے ہاتھ پر فروخت کرچکے ہیں اپنے اموال میرے ہاتھ پر فروخت کرچکے ہیں۔ تو اب ہر ایک وہ مطالبہ جو شریعت کے اندر ہو میں آپ لوگوں سے کرسکتا ہوں۔ اور ہر ایک مطالبہ جو میں شریعت کے اندر کروں۔ اس کے متعلق جماعت کے ہر فرد کا یہ فرض ہے کہ وہ اس کو پورا کرے۔ اور اگر کوئی اس مطالبہ کو پورا نہیں کرتا۔ تو وہ منافق ہے۔ احمدی نہیں ؛

اس کے بعد

سب سے پہلا مطالبہ

جو میں آپ لوگوں سے کرتا ہوں۔ اور جس کی آزمائش کے بعد میں دوسرا مطالبہ کروں گا۔ یہ ہے۔ کہ یہاں ایک جلسہ ہونے والا ہے۔ اس جلسہ کے متعلق مجھے

یقینی طور پر اطلاعات

موصول ہوئی ہیں۔ کہ یہ لوگ کوئی شورش اور فساد برپا کرنا چاہتے ہیں۔ پس میرا پہلا مطالبہ یہ ہے۔ کہ اگر واقعہ میں وہ اطلاعات درست ہیں۔ جو مجھے موصول ہوئیں۔ تو میں اپنی جماعت کے ہر شخص کو یہ حکم دیتا ہوں۔ کہ خواہ وہ مارا اور پیٹا جائے۔ اپنا ہاتھ کسی پر مت اٹھائے۔ اور اپنی زبان مت کھولے۔ بلکہ اگر وہ قتل بھی کردیا جائے۔ تو بھی اس کا حق نہیں۔ کہ وہ اپنا ہاتھ اٹھائے۔ اور اس کا حق نہیں۔ کہ وہ اپنی زبان ہلائے۔ اگر ایسی حالت میں کوئی بھائی پاس سے گذر رہا ہو۔ تو میں اسے بھی ہدائت کرتا ہوں۔ کہ وہ ہرگز اس کی مدد نہ کرے۔ ہاں

فوٹو کے لئے کیمرے

موجود ہونے چاہئیں۔ جن لوگوں کے پاس یہاں کیمرے ہیں وہ اپنے کیمروں کو تیار کرلیں۔ اور جو باہر سے منگوا سکتے ہوں۔ وہ باہر سے منگوالیں۔ جہاں کہیں وہ کوئی ایسی حرکت دیکھیں۔ جس سے انہیں معلوم ہو۔ کہ پولیس اور اس کے افسر اپنے فرائض کو ادا نہیں کر رہے۔ تو ان کا فرض ہوگا۔ کہ وہ اس حالت کا

فوٹو اتار لیں

ہاتھ مت ہلائیں۔ زبان مت کھولیں۔ بلکہ کیمرے تیار رکھیں اور جب دیکھیں۔ کہ پولیس۔ اور اس کے افسر اپنی ذمہ داری کو ادا نہیں کر رہے۔ یا احمدیوں پر ظلم و تعدی ہو رہا ہے تو فوراً اس حالت کا فوٹو اتار کر اسے محفوظ کرلیں ؛

پس اگر وہ روایات صحیح ہیں۔ جو مجھے پہنچیں۔ اور اگر ان لوگوں کا یہی ارادہ ہے۔ کہ وہ

فتنہ و فساد

پیدا کریں۔ تو اس اعلان کے بعد آپ لوگوں کی آزمائش ہو جائیگی اور پتہ لگ جائے گا۔ کہ کہاں تک آپ لوگ دین کے لئے اپنی جانیں قربان کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اس کے بعد میں

دوسرا مطالبہ

کروں گا۔ اور دیکھوں گا۔ کہ آپ کس حد تک سے پورا کرتے ہیں مگر میں وہ مطالبہ احراری جلسہ کے ایام میں پیش کرنا نہیں چاہتا۔ تاکہ اسے انتقامی رنگ پر محمول نہ کیا جاسکے۔ اور تا وہ مطالبہ فتنہ کا کوئی اور دروازہ نہ کھول دے اس کے بعد میں دیکھوں گا۔ کہ آپ لوگوں میں سے کتنے ہیں۔ جو اس قربانی کے لئے تیار رہتے ہیں۔ جو

قربانیاں

اس وقت تک ہماری جماعت کی طرف سے ہوئی ہیں۔ وہ ان قربانیوں کے مقابلہ میں بہت ہی حقیر ہیں۔ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جماعت نے کیں۔ یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں نے کیں۔ یا رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ نے کیں۔ لیکن

اب وقت آگیا ہے۔

کہ ہم اس رنگ میں قربانی کریں۔ جو بہت جلد نتیجہ خیز ہو کر ہمارے قدموں کو اُس بلندی تک پہونچا دے۔ جس بلندی تک پہونچانے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دُنیا میں مبعوث ہُوئے :۔

میں امید کرتا ہوں۔ کہ اگر آپ لوگوں میں سے بعض کو دُور دراز ملکوں میں بغیر ایک پیسہ لئے نکل جانے کا حکم دیا گیا۔ تو آپ لوگ اس حکم کی تعمیل میں نکل کھڑے ہونگے۔ اگر بعض لوگوں سے ان کے کھانے پینے۔ اور پہننے میں تبدیلی کا مطالبہ کیا گیا۔ تو وُہ اس مطالبہ کو پُورا کریں گے۔ اگر بعض لوگوں کے اوقات کو پورے طور پر سلسلہ کے کاموں کے لئے وقف کر دیا گیا۔ تو وُہ بغیر چون وچرا کئے اس پر رضامند ہو جائیں گے۔ اور جو شخص ان مطالبات کو پُورا نہیں کرے گا وُہ ہم میں سے نہیں ہوگا۔ بلکہ الگ کر دیا جائے گا :۔

ہمارے ذمہ ایک نہایت ہی زبردست فرض عائد ہوگیا ہے۔

حکومت نے ہمارے سلسلہ کی سخت ہتک کی ہے

ایسی ہتک کہ جس وقت تک ہم اس کا ازالہ نہ کرلیں۔ ہم صبر سے کام نہیں لے سکتے۔ لیکن ہمارے ذرائع قانون کے اندر ہونگے۔ ہمارے ذرائع محبت اور پیار کے ہونگے۔ مجھے اس وقت

ایک قصہ

یاد آگیا۔ انگریزی تواریخ میں لکھا ہے۔ کہ ایک انگریز افسر نے اپنی فوج کے ایک سپاہی کو گالی دی۔ وُہ سپاہی گالی سن کر خاموش ہو گیا۔ کچھ دنوں کے بعد ایک جنگ کے موقعہ پر اس افسر پر حکام بالا کی طرف سے اعتراض کیا گیا۔ کہ فلاں مورچہ تم فتح کرسکتے تھے۔ مگر تم نے اسے فتح نہیں کیا۔ جواب دو۔ کہ اس کی کیا وجہ ہے۔ وُہ افسر چونکہ جانتا تھا۔ کہ اس مورچہ کے فتح کرنے میں بہت سی جانوں کو قربان کرنا پڑے گا۔ اس لئے اس نے تمام سپاہیوں کو اکٹھا کیا۔ اور کہا۔ دیکھو۔ سرکار کا حکم آیا ہے۔ کہ فلاں مورچہ کو فتح کیا جائے۔ آپ لوگ

محبّ وطن

ہیں۔ آپ سے توقع کی جاتی ہے۔ کہ اس وقت حکومت کی مدد کرینگے۔ اور چونکہ جانیں ضائع ہونے کا یقینی طور پر خطرہ ہے۔ اس لئے دس آدمی مجھے ایسے چاہئیں۔ جو اپنی جانوں کو قربان کرنے کے لئے تیار ہوں۔ اس پر دس آدمی کھڑے ہو گئے۔ اور انہوں نے اپنے نام لکھا دیئے۔ پھر اُس نے کہا کہ اب مجھے ایک اور آدمی چاہیئے۔ جسے ان دس آدمیوں سے بھی زیادہ اہم کام سپرد کیا جائے گا۔ اور وُہ کام ان کی لیڈری کرنا ہے۔ اس کے متعلق ننانوے فیصدی۔ بلکہ سو فیصدی یہی احتمال ہے۔ کہ وُہ

مَوت کے مُونہہ میں

جا رہا ہے۔ تم میں سے جو شخص اس قربانی کے لئے بھی تیار ہو۔ وُہ اپنے آپ کو پیش کرے۔ یہ سُنکر وُہی سپاہی جسے افسر نے گالی دی تھی۔ کھڑا ہُوا۔ اور اس نے اپنے آپ کو پیش کر دیا۔ افسر نے اسے بھیجا۔ اور جب وُہ مورچہ کی طرف بڑھا۔ تو چاروں طرف سے گولیاں برس رہی تھیں۔ مگر خدا تعالے کی قدرت۔ کہ اس نے مورچہ کو فتح کرلیا۔ اور اسے کوئی گولی نہ لگی۔ جب وُہ صحیح سلامت کامیاب ہو کر واپس پہونچا۔ تو افسر آگے بڑھا۔ اور اس نے مصافحہ کرنا چاہا۔ اس پر سپاہی نے اپنا ہاتھ پیچھے کھینچ لیا۔ اور کہا۔ میں نے یہ اُس دن کی

گالی کا بدلہ

لیا ہے۔ ورنہ میں تجھے اس قابل نہیں سمجھتا۔ کہ تجھ سے مصافحہ کروں۔ ہمارا بدلہ بھی انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا۔ ہم انہیں بتا دیں گے۔ کہ جو الزام وُہ ہم پر لگاتے ہیں۔ وُہ جھوٹا ہے ہم انہیں بتا دیں گے۔ کہ ہم ملک معظم کے ان لوگوں سے

بہت زیادہ وفادار

ہیں۔ جو ہزاروں روپیہ تنخواہ لیتے ہیں۔ ہم انہیں بتا دیں گے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو قیام امن کے لئے ہمیں تعلیم دی۔ اس پر تمام دُنیا سے ہم زیادہ کاربند ہیں۔ ہم یہ بدلہ لے کر انہیں شرمندہ کریں گے۔ اور آنے والی نسلوں کی نگاہوں میں انہیں ذلیل کریں گے۔ لیکن اس کے متعلق احکام میں بعد میں دُوں گا۔ اور ہر شخص کا فرض ہوگا۔ کہ وُہ ان

احکام کی تعمیل

کرے :۔

ہم نے پچاس سال سے دُنیا میں امن قائم کر رکھا ہے۔ ہم نے لاکھوں روپیہ گورنمنٹ کی بہبُودی کے لئے قربان کیا ہے۔ اور کوئی شخص بتا نہیں سکتا۔ کہ اس کے بدلے ایک پیسہ بھی ہم نے گورنمنٹ سے کبھی لیا ہو۔ ہمارے پاس وُہ کاغذات موجود ہیں۔ جن میں گورنمنٹ نے ہمارے خاندان کی خدمات کا اعتراف کیا۔ اور یہ وعدہ کیا ہُوا ہے۔ کہ اس خاندان کو وُہی اعزاز دیا جائے گا۔ جو اسے پہلے حاصل تھا۔ ہمارے پردادا کو

ہفت ہزاری کا درجہ

ملا ہُوا تھا۔ جو مغلیہ سلطنت میں صرف شہزادوں کو ملا کرتا تھا۔ پھر عضد الدولہ کا خطاب حاصل تھا۔ یعنی حکومت مغلیہ کا بازو۔ مگر ہم نے کبھی گورنمنٹ کے سامنے ان کاغذات کو پیش نہیں کیا۔ اور نہ اپنی وفادارانہ خدمات میں کمی کی۔ بلکہ ہر روز زیادتی کرتے چلے گئے۔ ہم نے کانگرس کا مقابلہ کیا۔ ہم نے احرار سوونٹ کا مقابلہ کیا۔ اور اس مقابلہ میں لاکھوں روپیہ صرف کیا۔ جانیں قربان کیں۔ جنگ کے موقعہ پر اپنی جماعت کے بہترین آدمی پیش کئے۔ سر اڈوائر۔ لارڈ چیمسفورڈ۔ اور لارڈ اروِن۔ سر میلکم ہیلی۔ سر جیفری دی مانٹ مورنسی اور دُوسرے

اعلےٰ حکام

کی تحریریں جن میں سے بعض ان کی دستخطی ہیں۔ اور بعض ان کے نائبین کی ہیں۔ میرے پاس موجود ہیں جن میں وُہ ہماری جماعت کی

وفاداری اور انتہائی قربانی

کا اعتراف کرتے ہیں۔ مگر آج گورنمنٹ کے حکام ہمیں یہ سناتے ہیں۔ کہ تم امن کو برباد کرنے والے ہو۔ ہم اس جھوٹ کو ثابت کرکے رہینگے۔ اور آئندہ بھی حسب موقعہ ایسے کام کرکے دکھائیں گے جن سے ثابت ہوگا۔ کہ ہم

ملک معظم اور حکومت اور وطن

کے ان ہزاروں روپیہ تنخواہ لینے والوں سے جو روپیہ لے کر کام کرتے۔ اور پھر خطابوں کے لئے اپنی جھوٹی ملک معظم کی حکومت کے آگے پھیلائے رکھتے ہیں۔ زیادہ خیر خواہ اور ان کے لئے زیادہ قربانی کرنے والے ہیں۔ ہم اللہ تعالے کے فضل سے مومن ہیں۔ اور

مومن ڈرا نہیں کرتا

ہم نے گورنمنٹ کی جو اطاعت کی ہے۔ وُہ اصول کے ماتحت کی ہے ہمارا مذہب ہمیں یہی کہتا ہے۔ کہ گورنمنٹ کے وفادار رہو۔ پس گورنمنٹ کے غصہ دلانے کے باوجود ہم اپنے اس عہد کو چھوڑنے کے لئے تیار نہیں۔ اور ہم گورنمنٹ کو بتا دیں گے۔ کہ وُہ ہم پر الزام لگانے میں

دھوکا خوردہ

ہے۔ پس ان ایام کے لئے میں ہدایت کرتا ہوں۔ کہ کوئی شخص خواہ کس قدر شورش برپا کی جائے۔ اپنا ہاتھ مت اٹھائے۔ اور نہ اپنی زبان ہلائے۔ یہاں چونکہ بعض منافق رہتے ہیں۔ اس لئے ممکن ہے۔ وُہی کچھ شورش کر دیں۔ پس میری ہدایت یہ ہے کہ اگر تمہارے باپ سگے بھائی یا عزیز سے عزیز دوست کو بھی تمہارے سامنے مار پڑ رہی ہو۔ تو تمہارا یہ کام نہیں۔ کہ تم ہاتھ اٹھاؤ۔ اور اس کی مدد کرو۔ بلکہ تم وہاں سے چلے آؤ اور سلسلہ کے افسران یا گورنمنٹ کے حکام کو اطلاع دو۔ اور جیسا تم کو حکم دیا جائے۔ ویسا کرو۔ اپنی مرضی سے کام نہ کرو اور اسوقت تک

خاموش رہو

جب تک کہ یہ جلسہ ختم نہیں ہو جاتا۔ یعنے اس وقت تک خود حفاظتی کے حق سے بھی دست بردار ہو جاؤ۔ اس کے بعد میں بتاؤنگا۔ کہ گورنمنٹ کے قانون کا لحاظ رکھتے۔ اور ملک معظم کی وفادار رعایا رہتے ہُوئے کس طرح ہم ان

ظالمانہ اور جھُوٹے اعتراضات

سے بچ سکتے ہیں۔ جو آج ہم پر کئے گئے ہیں :۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۵۰ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۳ رجب ۱۳۵۳ھ | جلد ۲۲

قرضہ بل کے متعلق سیلیکٹ کمیٹی کی ترمیمات اور سفارشات

زمینداران پنجاب پر ناقابل برداشت قرض کے بوجھ کو دیکھ کر۔ اور ان میں بڑھتی ہوئی بے چینی کو محسوس کر کے گورنمنٹ پنجاب نے جو قرضہ بل تجویز کیا تھا۔ اور جسے پنجاب کونسل نے پہلی خواندگی کے بعد ایک سیلیکٹ کمیٹی کے سپرد کر دیا تھا اس کے متعلق کمیٹی کی رپورٹ کونسل کے سرمائی اجلاس میں جس کا آغاز ۱۸- اکتوبر کو ہوا۔ مسٹر بانڈ نے پیش کی۔ رپورٹ جن اہم ترمیمات اور سفارشات پر مشتمل ہے۔ ان میں سے حسب ذیل خاص طور پر قابل ذکر ہیں:-

اصل بل میں سود کی زیادہ سے زیادہ شرح ۱۲ فیصدی کھلے قرض پر۔ اور پندرہ فیصدی کفالتی قرض پر مقرر کی گئی تھی۔ لیکن سیلیکٹ کمیٹی نے اس شرح کو کم کر کے کھلے قرض کے لئے ۱۸ ۳/۴ فیصدی۔ اور کفالتی قرض کے لئے آٹھ فیصدی رکھی ہے۔ اس کے ساتھ ہی اس دفعہ کا اضافہ کیا ہے کہ سود در سود بالکل نہ لیا جائے۔ سوائے ایسے قرضوں پر جن کی قرض خواہ یا مقروض حکومت یا مقامی ادارے۔ یا بنک یا رجسٹری شدہ سوسائٹیاں وغیرہ ہوں:-

اس بل میں ایک دفعہ یہ تھی۔ کہ ثالثی بورڈ کے سامنے اگر کسی مقروض کا اتنے قرضخواہوں سے فیصلہ ہو جائے جن کا قرض اس کے مجموعی قرض کا کم از کم ساٹھ فیصدی ہو۔ تو باقی ماندہ قرضخواہ بھی اسی فیصلہ کے پابند ہونگے سیلیکٹ کمیٹی نے اس کی بجائے یہ رکھا ہے۔ کہ اگر ثالثی بورڈ کے سامنے مقروض کا ایک قرضخواہ سے بھی فیصلہ ہو جائے۔ تو باقی تمام قرضخواہ بھی اس فیصلہ کے پابند ہونگے:-

ایک دفعہ یہ بڑھائی گئی ہے۔ کہ سوائے ان خاص حالات کے عدالتیں ڈگری ادا نہ ہونے کی صورت میں مقروض کی گرفتاری کا حکم نہ دیں۔ کہ مقروض کے خلاف ڈگری کسی ایسی رقم کی ہو۔ جس کا وہ بحیثیت ٹرسٹی حساب دہ تھا۔ یا یہ ثابت ہو جائے۔ کہ اس نے قرض خواہ کو نقصان پہنچانے کی غرض سے دوران مقدمہ میں اپنی جائداد منتقل کر دی۔ یا کسی ایک قرضدار کو ناجائز فائدہ پہنچا کر باقی قرضخواہوں کی حق تلفی کی:-

ایک دفعہ یہ رکھی ہے۔ کہ اگر کوئی دیوانی عدالت کسی زرعی زمین کی مجرائی کرنے کے لئے ڈگری دے دے۔ تو اس ڈگری کا اجرا ڈپٹی کمشنر کی معرفت ہو۔ جو اس امر کا فیصلہ کرے۔ کہ مجرائی کتنے عرصہ کے لئے ہونی چاہیئے۔ ایسا کرتے ہوئے ڈپٹی کمشنر کے لئے یہ لازمی ہوگا۔ کہ وہ اتنی زمین جو مقروض اور اس کے خاندان کے لئے ضروری ہو۔ مقروض کے پاس رہنے دے:-

سیلیکٹ کمیٹی کی ایک سفارش کے رو سے اس قانون کے نفاذ پر اس کا اطلاق نہ صرف نئے اور پرانے قرضوں پر ہوگا۔ بلکہ متدائر دعووں پر بھی ہوگا۔ گویا اس قانون کے پاس اور نافذ ہو جانے کے بعد ہر قسم کا لین دین اس کے ماتحت آجائے گا:-

یہ بھی سفارش کی گئی ہے۔ کہ جب کسی قرضہ کے متعلق کسی فریق نے بورڈ کے روبرو درخواست دی ہوئی ہو۔ تو کسی عدالت دیوانی کو اس کے متعلق دعوے سننے کا اختیار نہ ہوگا۔ لیکن اس عرصہ کا میعاد پر کوئی اثر نہ ہوگا۔ اور دعوے کی صورت میں وہ میعاد مجرا دی جائے گی۔ ضابطہ دیوانی کے رو سے ڈگریوں کی وصولی کے لئے میعاد بارہ سال رکھی گئی ہے۔ سیلیکٹ کمیٹی نے سفارش کی ہے۔ کہ یہ میعاد گھٹا کر چھ سال کر دی جائے۔ اور اس ایکٹ کے نفاذ سے پیشتر جو ڈگریاں ہو چکی ہوں۔ ان کی میعاد بھی تاریخ نفاذ سے چھ سال یا اگر دوسری صورت میں اس سے کم ہو۔ تو وہ متصور ہوگی:-

یہ بھی سفارش کی گئی ہے۔ کہ مصالحتی بورڈوں کو دس ہزار روپیہ تک قرضوں کی سماعت کا اختیار ہوگا:-

ان سفارشات کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ سیلیکٹ کمیٹی کی۔ رپورٹ بڑی حد تک قابل تعریف ہے اور اس میں اس بات کی کوشش کی گئی ہے۔ کہ کوئی ایسا قدم اٹھایا جائے۔ جس سے دیہاتی مقروضوں کو تباہی سے بچایا جا سکے۔ ہمیں مزید خوشی اس بات کی ہے۔ کہ کمیٹی نے بعض ان ترمیمات کو ضروری سمجھا ہے۔ جو ہم نے پیش کی تھیں اور انہیں اپنی رپورٹ میں خاص اہمیت دی ہے:-

اگرچہ یہ بات افسوسناک ہے۔ کہ کمیٹی کے ہندو ممبروں نے بعض امور میں اکثریت کے ساتھ اتفاق نہیں کیا۔ مثلاً انہوں نے اپنے اختلافی نوٹ میں سود در سود کو اڑانے کی مخالفت کی ہے۔ مصالحتی بورڈوں کو دس ہزار تک کے قرض کے متعلق اختیارات سماعت دینے کے ساتھ بھی انہوں نے اتفاق نہیں کیا۔ لیکن یہ ایسی باتیں ہیں۔ جن میں محض سود خوار مہاجنوں کے مفاد کو مد نظر رکھا گیا ہے۔ اور اس بات کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ کہ وہ زمینداروں کو قرض کے تباہ کن بار سے نجات دلانے۔ اور انہیں زندہ رکھنے کا تھوڑا بہت انتظام کرنے کے متعلق غور کر رہے ہیں۔

اس سلسلہ میں یہ نہایت ہی تشویشناک افواہ پھیل رہی ہے جو ہندو اخبارات نے اڑا رکھی ہے۔ کہ حکومت پنجاب اس بل کو واپس لے لینا چاہتی ہے۔ ہم نہیں سمجھتے۔ اس بل کو پیش کرتے ہوئے حکومت نے مقروض زمینداروں کی حالت زار کا جو نقشہ خود کھینچا تھا۔ اور جس میں تبدیلی پیدا کرنا ناگزیر قرار دیا تھا اسے سود خوار مہاجنوں اور سرمایہ داروں کے شور و شر کی وجہ سے کیونکر نظر انداز کر سکتی ہے اور خود پیش کردہ بل کو جو سیلیکٹ کمیٹی کی سفارشات اور ترمیمات کے باوجود پورے طور پر کافی نہیں خیال کیا جا سکتا۔ واپس لے سکتی ہے۔ تاہم یہ خطرہ ضرور پیدا ہو گیا ہے۔ کہ گورنمنٹ سرمایہ داروں کے مقابلہ میں غریب اور قلاش زمینداروں کی طرف متوجہ ہونے سے قاصر رہے اگر خدانخواستہ ایسا ہوا۔ یعنی حکومت نے بل واپس لے لیا۔ یا سیلیکٹ کمیٹی کی سفارشات اور ترمیمات کو بے اثر بنانے کی کوشش کی۔ یا کسی اور رنگ میں التوا میں ڈالا۔ تو نہایت ہی افسوسناک بات ہو گی۔ اور اس وجہ سے زمینداران پنجاب میں سخت بے چینی اور اضطراب پیدا ہو جائیگا جو یقیناً حکومت کے لئے خوشگوار نہ ہوگا:-

پس عدل و انصاف اور دور اندیشی کا تقاضا یہ ہے۔ کہ حکومت قرضہ بل کو اگر زمینداروں کے لئے زیادہ بہتر۔ اور زیادہ مؤثر نہیں بنا سکتی۔ تو کم از کم سیلیکٹ کمیٹی کی سفارشات کو اس میں ضرور داخل کر لے۔ اور جلد سے جلد بل منظور کرا کر نافذ کر دے۔ اس موقعہ پر پنجاب کونسل کے ہندو و مسلم زمیندار ارکان کا بھی فرض ہے۔ کہ بل پاس کرانے میں انتہائی جد وجہد سے کام لیں۔ اور گورنمنٹ نے زمینداروں کے متعلق جو معمولی سا قدم اٹھایا ہے اسے واپس نہ ہٹانے دیں۔ کیونکہ یہ امر بہت خطرناک ہوگا۔ زمینداروں کے مصائب اب حد سے بڑھ چکے ہیں۔ ان کی غربت اور فلاکت انتہا کو پہنچ چکی ہے۔ وہ تو اسی پر بے تاب ہو رہے ہیں۔ کہ بل کے پاس ہونے میں...

موجودہ صدی کا مجدّد کون ہے؟

نظارت دعوت و تبلیغ نے حسب ذیل ٹریکٹ تبلیغ احمدیت کے لئے حال میں شائع کیا ہے۔

ان اللّٰہ یبعث لھٰذہ الامۃ علیٰ راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا۔ یعنے ضرور اللہ تعالےٰ مبعوث کرتا رہے گا امت محمدیہ کے لئے ہر صدی کے سر پر مجدد جو آکر دین کو تازہ کرے گا۔ (سنن ابو داؤد جلد ۲ کتاب الفتن صفحہ ۲۴۱)

مذکورہ بالا حدیث کے صحیح اور معتبر ہونے کا پہلا ثبوت یہ ہے۔ کہ یہ ابو داؤد میں آئی ہے۔ جو صحاح ستہ میں سے ہے اور دوسرا ثبوت یہ ہے۔ کہ اس کی صحت کو ہر زمانہ کے علماء نے تسلیم کیا ہے۔ اور قریباً سب بڑے بڑے استادان حدیث نے اس کے صحیح ہونے کی شہادت دی ہے۔ چنانچہ مرقاۃ الصعود شرح سنن ابی داؤد میں لکھا ہے۔ ھٰذا الحدیث اتفق الحفاظ علیٰ تصحیحہ منھم الحاکم فی المستدرک والبیھقی فی المدخل وممن نص علیٰ صحتہ من المتاخرین الحافظ ابن حجر۔ یعنے حدیث کے حافظ اس حدیث کے صحیح ہونے پر اتفاق کرتے ہیں۔ از انجملہ امام حاکم نے "مستدرک" میں اور امام بیہقی نے "مدخل" میں اس کا صحیح ہونا ظاہر کیا ہے۔ اور پچھلے اماموں میں سے حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی صحت بیان کی ہے۔

اس کے بعد مرقاۃ الصعود میں جو ابو داؤد کی نہایت مستند شرح ہے۔ اس حدیث کے متعلق پہلے بزرگوں کے اقوال درج کئے گئے ہیں۔ جن کا ترجمہ یہ ہے۔

(۱) "امام حاکم نے مستدرک میں ابن وہب سے اس نے یونس سے اس نے زہری سے اس حدیث کو نقل کر کے لکھا ہے۔ کہ زہری نے کہا جب پہلی صدی کا خاتمہ ہونے لگا۔ تو خدا تعالےٰ نے اس امت پر عمر بن عبد العزیز (خلیفہ) کے وجود سے فضل کیا۔ یعنے ان کو پہلی صدی کا مجدد بنایا۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں۔ کہ زہری کے اس قول سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ حدیث اس (تابعیوں کے) زمانہ میں بھی مشہور تھی۔ اس سے اس حدیث کی سند کے قوی ہونے کا پتہ لگتا ہے۔ علاوہ ازیں اس کی سند راویوں کے لحاظ سے بھی نہایت قوی ہے"۔

(۲) ابو بکر بزار رحؒ نے کہا ہے۔ کہ میں نے عبد الملک سے سنا وہ کہتے تھے۔ کہ میں حضرت امام احمد بن حنبل کے پاس بیٹھا تھا۔ وہاں حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر چل پڑا۔ تو میں نے حضرت امام احمد بن حنبل رحؒ کو دیکھا۔ کہ وہ حضرت امام شافعی کی بہت تعریف کرتے اور کہتے تھے۔ کہ حدیث میں آیا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ اس امت کے لئے ہر صدی کے سر پر ایسا شخص پیدا کرے گا۔ جو دین کو قائم کرے گا۔ سو پہلی صدی پر عمر بن عبد العزیز ہوئے اور مجھے امید ہے۔ کہ دوسری صدی کے مجدد امام شافعی رحؒ ہوں گے"

(۳) امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دوسری سند سے حضرت امام احمد بن حنبل رحؒ سے نقل کیا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ ہر صدی کے سر پر لوگوں کی اصلاح کے لئے ایسا شخص مقرر کرے گا جو انہیں احکام دین سکھائے گا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف جو باتیں غلط طور پر منسوب کی جاتی ہیں۔ ان کو دور کرے گا۔ ہم نے اس کے مطابق غور کیا۔ تو پہلی صدی میں عمر بن عبد العزیز اور دوسری میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا"

(۴) مجمع البحار جلد اول صفحہ ۲۷۰ میں لکھا ہے۔ کہ تیسری صدی کے مجدد امام ابو الحسن اشعری اور چوتھی کے امام اسفرائینی تھے"

(۵) شیخ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے۔ کہ اس بات پر علماء کا اتفاق ہے۔ کہ پانچویں صدی کے مجدد حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اور چھٹی صدی کے امام فخر الدین رازی اور ساتویں کے شیخ تقی الدین ہیں۔ (مرقاۃ الصعود زیر حدیث مجدد)

(۶) شیخ جلال الدین سیوطی نے "اسباب" میں لکھا ہے۔ کہ آٹھویں صدی کے مجدد امام بلقینی رحؒ ہیں۔ اور نویں صدی کا مجدد میں خود ہوں۔ چنانچہ فرمایا۔

وقد رجوت اننی المجدد
فیھا ففضل اللّٰہ لیس یجحد

یعنے میں امید کرتا ہوں۔ کہ اس صدی میں خدا تعالےٰ مجھے مجدد کرے گا۔ اور اللہ تعالےٰ کے فضل کا انکار نہیں ہو سکتا۔

(۷) حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے "ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء" میں حدیث مجدد کا ذکر کر کے تحریر فرمایا ہے۔

"ہمچناں تا حال بر سر ہر مائۃ مجدد پیدا شدہ است" یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد سے اب تک ہر صدی کے سر پر مجدد آتے رہے ہیں۔

(۸) نواب صدیق حسن خانصاحب نے حجج الکرامہ میں گیارھویں صدی کا مجدد حضرت مجدد الف ثانی سرہندی رحؒ کو بارھویں کا حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحؒ کو اور تیرھویں کا حضرت سید احمد بریلوی رحؒ کو قرار دیا ہے۔ اور چودھویں صدی کے متعلق لکھا ہے۔

"و بر سر مائۃ چہاردہم کہ دہ سال کامل آں را باقی ست اگر ظہور مہدی علیہ السلام و نزول عیسیٰ صورت گرفت پس ایشاں مجدد و مجتہد باشند" یعنے چودھویں صدی کے سر پر جس کے آنے میں ابھی پورے دس سال باقی ہیں۔ اگر مہدی و مسیح موعود ظاہر ہو گئے۔ تو وہ چودھویں صدی کے مجدد ہوں گے۔ (حجج الکرامہ صفحہ ۱۳۹)

خلاصہ کلام یہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ہر صدی کے سر پر مجدد آتے رہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مذکورہ بالا پیشگوئی نہایت صفائی کے ساتھ پوری ہوتی رہی۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ کیا اس چودھویں صدی کا مجدد ابھی تک ظاہر نہیں ہوا؟

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مجدد کے ظہور کا وقت صدی کا سر بتایا ہے۔ اور اب تو چودھویں صدی نصف سے بھی زیادہ گزر چکی ہے۔ پس ضرور ہے۔ کہ اس صدی کا مجدد ظاہر ہو چکا ہو۔ لیکن غور طلب بات یہ ہے۔ کہ وہ کون ہے۔ اس کا جواب حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مہدی معہود و مسیح موعود علیہ السلام کے مندرجہ ذیل ارشادات سے ملتا ہے

(۱) جب تیرھویں صدی کا آخیر ہوا۔ اور چودھویں صدی کا ظہور ہونے لگا۔ تو خدا تعالےٰ نے الہام کے ذریعہ سے مجھے خبر دی۔ کہ تو اس صدی کا مجدد ہے۔ (کتاب البریہ صفحہ ۱۶۸ حاشیہ)

(۲) جیسا کہ اس کی قدیم سے سنت ہے۔ ہمارے اس زمانہ میں ..... خدا تعالےٰ نے مجھے چودھویں صدی کے سر پر تجدید ایمان و معرفت کے لئے مبعوث فرمایا۔ اور اس کی تائید اور فضل سے میرے ہاتھ پر آسمانی نشان ظاہر ہوتے ہیں۔ اور اس کے ارادہ اور مصلحت کے موافق دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اور غیب کی باتیں بتائی جاتی ہیں۔ اور حقائق و معارف بیان فرمائے جاتے ہیں۔ اور شریعت کے معضلات و مشکلات حل کئے جاتے ہیں۔ او۔ مجھے اس خدائے کریم و عزیز کی قسم ہے۔ جو جھوٹ کا دشمن اور مفتری کا نیست و نابود کرنے والا ہے۔ میں اس کی طرف سے ہوں۔ اور اس کے بھیجنے سے عین وقت پر آیا ہوں۔ اور اس کے حکم سے کھڑا ہوا ہوں۔ اور وہ ہر قدم پر میرے ساتھ ہے۔ اور وہ مجھے ضائع نہیں کرے گا۔ اور نہ میری جماعت کو تباہی میں ڈالے گا جب تک وہ اپنا کام پورا نہ کرے جس کا اس نے ارادہ فرمایا ہے۔ اس نے مجھے چودھویں صدی کے سر پر تکمیل نور کے لئے مامور فرمایا ہے"

(اربعین نمبر ۲ صفحہ ۵)

(۳) "خدا تعالےٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ ہر ایک صدی کے سر پر وہ ایسے

شخص کو مبعوث کرے گا۔ جو دین کو تازہ کرے گا۔ اور اس کی کمزوریوں کو دور کر کے پھر اپنی اصلی طاقت اور قوت پر اسے لے آئے گا۔ اس پیشگوئی کی رو سے ضرور تھا۔ کہ کوئی شخص اس چودھویں صدی پر بھی خدا تعالےٰ کی طرف سے مبعوث ہوتا۔ اور موجودہ خرابیوں کی اصلاح کے لئے پیشقدمی دکھلاتا سو یہ عاجز عین وقت پر مامور ہوا۔ اس سے پہلے صدہا اولیاء نے اپنے الہام سے گواہی دی تھی۔ کہ چودھویں صدی کا مجدد مسیح موعود ہو گا۔ اور احادیث صحیحہ نبویہ پکار پکار کر کہتی ہیں۔ کہ تیرھویں صدی کے بعد ظہور مسیح ہے۔ پس کیا اس عاجز کا یہ دعوےٰ اس وقت عین اپنے محل اور اپنے وقت پر نہیں ہے۔ کیا یہ ممکن ہے کہ فرمودہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خطا جائے۔"

"جب علما سے یہ سوال کیا جائے۔ کہ چودھویں صدی کا مجدد ہونے کے لئے بجز اس عاجز کے اور کس نے دعوےٰ کیا ہے۔ اور کس نے منجانب اللہ آنے کی خبر دی ہے۔ اور ملہم ہونے اور مامور ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ تو اس کے جواب میں وہ بالکل خاموش ہیں۔ اور کسی شخص کو پیش نہیں کر سکتے۔ جس نے ایسا دعوئی کیا ہو۔" (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۴۰)

(۴) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ ہر ایک صدی کے سر پر ایک مجدد کا آنا ضروری ہے۔ اب ہمارے علما جو بظاہر اتباع حدیث کا دم بھرتے ہیں۔ انصاف سے بتلائیں۔ کہ کس نے اس صدی کے سر پر خدا تعالےٰ سے الہام پا کر مجدد ہونیکا دعوےٰ کیا ہے۔ یوں تو ہمیشہ دین کی تجدید ہوتی رہی ہے۔ مگر حدیث کا تو یہ منشاء ہے۔ کہ وہ مجدد خدا تعالےٰ کی طرف سے آئیگا یعنی علوم لدنیہ اور آیات سماویہ کے ساتھ۔ اب بتلائیں۔ کہ اگر یہ عاجز حق پر نہیں۔ تو پھر وہ کون آیا۔ جس نے اس چودھویں صدی کے سر پر مجدد ہونے کا ایسا دعوےٰ کیا۔ جیسا کہ اس عاجز نے کیا کوئی الہامی دعاوی کے ساتھ تمام مخالفوں کے مقابل پر ایسا کھڑا ہوا۔ جیسا کہ یہ عاجز کھڑا ہوا۔ تفکروا وتندموا واتقوا اللّٰہ ولا تغلوا" (ازالۂ اوہام طبع اول صفحہ ۱۵۴ جلد اول)

(۵) "دنیا کے مذاہب پر اگر نظر کی جائے۔ تو معلوم ہو گا کہ بجز اسلام ہر ایک مذہب اپنے اندر کوئی نہ کوئی غلطی رکھتا ہے اور یہ اس لئے نہیں کہ درحقیقت وہ تمام مذاہب ابتدا سے جھوٹے ہیں۔ بلکہ اس لئے کہ اسلام کے ظہور کے بعد خدا نے ان مذاہب کی تائید چھوڑ دی۔ اور وہ ایسے باغ کی طرح ہو گئے جس کا کوئی باغبان نہیں۔ اور جس کی آبپاشی اور صفائی کے لئے کوئی انتظام نہیں۔ اس لئے رفتہ رفتہ ان میں خرابیاں پیدا ہو گئیں۔ تمام پھلدار درخت خشک ہو گئے۔ اور ان کی جگہ کانٹے اور خراب بوٹیاں پھیل گئیں۔ اور روحانیت جو مذہب کی جڑ ہوتی ہے۔ بالکل جاتی رہی۔ اور صرف خشک الفاظ ہاتھ میں رہ گئے۔ مگر خدا نے اسلام کے ساتھ ایسا نہ کیا۔ اور چونکہ وہ چاہتا تھا۔ کہ یہ باغ سرسبز رہے۔ اس لئے اس نے ہر ایک صدی پر اس باغ کی نئے سرے سے آبپاشی کی۔ اور اس کو خشک ہونے سے بچایا۔ اگرچہ ہر صدی کے سر پر جب کبھی کوئی بندۂ خدا اصلاح کے لئے کھڑا ہوا۔ جاہل لوگ اس کا مقابلہ کرتے رہے۔ اور ان کو سخت ناگوار گزرا۔ کہ کسی ایسی غلطی کی اصلاح ہو۔ جو ان کی رسم اور عادت میں داخل ہو چکی ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے اپنی سنت کو نہ چھوڑا۔ یہاں تک کہ اس آخری زمانہ میں جو ہدایت اور ضلالت کے آخری جنگ کا زمانہ ہے۔ خدا نے چودھویں صدی اور الف آخر کے سر پر مسلمانوں کو غفلت میں پا کر پھر اپنے عہد کو یاد کیا۔ اور دینِ اسلام کی تجدید کی۔" (لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۱)

جناب صوفی مطیع الرحمن صاحب ایم۔ اے احمدی مبلغ کا لیکچر

عربی مسلمانانِ امریکہ کے ایک عظیم الشان جلسہ میں

نیویارک امریکہ سے عربی اخبار "البیان" شائع ہوتا ہے۔ وہ اپنے ۱۵ اگست کے پرچہ میں مسلمانان امریکہ کے ایک جلسہ کا ذکر کرتا ہوا لکھتا ہے۔

جمعیۃ العصر الجدید العربیہ الاسلامیہ نے انڈیانا شہر میں اپنا ایک عظیم الشان سالانہ جلسہ کیا۔ جس میں قوم کے بڑے بڑے آدمی۔ حکومت کے عہدیدار اور اخبار نویس شامل ہوئے اس جلسہ کے وقار اور عظمت کو اسلام کے ایک مبلغ صوفی مطیع الرحمن صاحب ایم۔ اے بنگالی نے دوبالا کر دیا۔ جو اپنے ہندی لباس میں سر پر سبز پگڑی باندھے تھے۔ انہوں نے اپنے شیریں اور فصیح کلام اور دلکش پیرایہ سے لوگوں کو گرویدہ کر لیا۔ جس پر انجمن ہذا اور باقی لوگ جمعیۃ کے پریذیڈنٹ نیم قاسم جزینی کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے صوفی صاحب جیسے انسان کو اس جلسہ میں تشریف لانے کی دعوت دی۔ جلسہ کے دوسرے اجلاس میں جبکہ تین سو آدمی کرسیوں پر بیٹھے تھے۔ اور اتنی ہی تعداد کھڑے ہونے والوں کی تھی۔ پریذیڈنٹ کی تقریر کے بعد سید محمود صاحب نے جناب صوفی صاحب کا انگریزی زبان میں حاضرین سے تعارف کرایا۔ اور آپ سے لیکچر دینے کی درخواست کی جناب صوفی صاحب نے تشہد کے بعد قرآن مجید کی بعض آیات کی نہایت ہی سریلی اور موثر آواز میں تلاوت کی۔ اور اس کے بعد انگریزی میں ایک لیکچر دیا۔ دوران لیکچر میں سامعین آپ کو اٹھ اٹھ کر غور سے دیکھتے تھے۔ اور جب آپ نے اسلامی عقائد اور ان کی فضیلت اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کا ذکر کیا۔ تو مجمع پر سکوت کا عالم طاری تھا۔ آپ نے بیان کیا۔ کہ مذہبی اختلاف کی حقیقت دراصل کچھ بھی نہیں ہے۔ کیونکہ تمام انبیاء کا ایک ہی مشن تھا حضرت عیسیٰؑ موسےٰؑ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا مقصد ایک ہی تھا۔ کتب مقدسہ سے آپ نے اس بات کو واضح کیا۔ کہ یہ تینوں ایک ہی مقصد لے کر آئے تھے۔ اور انبیاء علیہم السلام کا وجود دنیا کے لئے ایک رحمت ہے۔

آپ کا لیکچر دو گھنٹے ہوا۔ مگر اپنی دلچسپی کے باعث یوں معلوم ہوتا تھا۔ کہ لیکچر ایک آنکھ کے جھپکنے میں ختم ہو گیا۔ جلسہ کے اختتام پر صاحب صدر سید نعیم قاسم جزینی نے جناب صوفی صاحب سے درخواست کی۔ کہ تین دن کے لئے ان کی ضیافت قبول فرمائیں۔ جسکو آپ نے منظور فرمایا۔

دوسری رات پھر انجمن کے ممبر اور دوسرے مسلمان جمع ہوئے۔ اور جناب صوفی صاحب سے استدعا کی گئی کہ ایک اور تقریر عربی زبان میں فرمائیں۔ آپ نے اسے قبول فرماتے ہوئے نماز۔ روزہ۔ اور اتحاد پر ایک موثر تقریر کی۔ لیکچر کے اختتام پر آپ نے سامعین کا شکریہ ادا کیا۔ جس کے جواب میں حاضرین نے بھی آپ کا شکریہ ادا کیا۔

آخری بات جو صوفی صاحب نے فرمائی۔ وہ یہ تھی۔ کہ "ہم اور تم اب اسلام کے مجاہد ہیں"۔ لیکچر کے بعد آپ اپنے مرکز شکاگو کی طرف روانہ ہو گئے۔

تمدن اسلام

دُنیا کی نجات سوشلزم میں نہیں

مسز کملا دیوی چٹو پادھیائے کا خیال

آج دنیا کی اقتصادی مشکلات کا مسئلہ سب سے زیادہ اہم سمجھا جاتا ہے۔ اور اس کے باعث مغربی ممالک کا امن و امان ہر وقت خطرہ میں ہے۔ آئے دن کے فسادات نے لوگوں کے لئے زندگی اجیرن کر رکھی ہے۔ سرمایہ دار اور مزدور کے درمیان نفرت اور عداوت کی آگ روز بروز تیز تر ہوتی جا رہی ہے۔ اور اس کی لپٹیں آہستہ آہستہ ہندوستان کے فاقہ مست مزدور کے تن مُردہ میں بھی حرارت زندگی پیدا کر رہی ہیں۔ یورپ کے لیبر لیڈروں نے اس کا حل سوشلزم میں سمجھ رکھا ہے۔ جو دراصل سرمایہ داری کی تباہی و بربادی کا دوسرا نام ہے۔ اور ان کی دیکھا دیکھی ہندوستان میں بھی یہی خیال پیدا ہو رہا ہے۔ کہ اس مصیبت عظمیٰ کا واحد علاج یہی ہے کہ ملک میں سوشلزم کا جذبہ پیدا کر دیا جائے۔ چنانچہ مسز کملا دیوی چٹو پادھیائے نے جو ایک تعلیم یافتہ لیڈی ہیں بمبئی میں ۱۶ اکتوبر کو تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ ہندوستان کی آئندہ نجات سوشلزم میں ہی ہے۔

تنگ نظری

مگر تھوڑے سے غور و فکر سے معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ خیال محض کوتہ اندیشی اور تنگ نظری پر مبنی ہے۔ دراصل اس مصیبت کا کوئی اور علاج چونکہ دریافت نہیں کر سکتے۔ اس لئے جذبۂ انتقام کے ماتحت غرباء کے طبقہ نے اس جڑ کو ہی کاٹ دینے کا تہیہ کر لیا ہے۔ جو ان کے خیال میں ان کی تنگدستی اور قلاشی کا سبب ہے لیکن اگر یہ لوگ اسلام کے نظام اقتصادی پر غور کرتے۔ تو انہیں معلوم ہو جاتا کہ ان مشکلات کا حل وہ نہیں جو انہوں نے سمجھ رکھا ہے بلکہ اسلام کے تجویز کردہ نظام کو رائج کرنے سے وہ ان پریشانیوں سے چھٹکارا حاصل کر سکتے ہیں۔

غلط طریق کے غلط نتائج

سرمایہ داری کے خلاف جنگ کرتے اور سرمایہ داروں کو نیست و نابود کر دینے سے کام نہیں بن سکتا۔ اور یہ طریق پیش آمدہ مشکلات سے نجات دینے کے بجائے مزید الجھنوں کا پیش خیمہ ثابت ہوگا۔ کیونکہ جب محنت۔ عرق ریزی اور دماغ سوزی سے روپیہ پیدا کرنے کے وسائل معلوم کرنے اور خداداد قابلیتوں اور استعدادوں کو اپنی دولت میں اضافہ کرنے پر صرف کرنے والوں کو اپنی کمائی پر کوئی اقتدار اور اختیار حاصل نہ ہوگا۔ پھر کسی کو کیا مصیبت پڑی ہے کہ دولت بڑھانے کے لئے دماغ سوزی کرے اور محنت و مشقت میں پڑے۔

اصل لعنت سُود ہے

اقتصادی مشکلات کا باعث دراصل سرمایہ داری نہیں بلکہ سرمایہ داری کے متعلق اسلام کے اصول اور احکام کو نظر انداز کر دینا ہے۔ اس لئے بجائے اس کے کہ سوشلزم کی لعنت کو ہندوستان میں رواج دیا جائے۔ کیوں نہ ملک کے تمام باثر اور بارسوخ بہی خواہ اور ہمدرد اپنی تمام قوتیں اس طرف لگائیں۔ کہ سرمایہ دار ظالمانہ رنگ میں غرباء اور تنگدستوں کا زیادہ سے زیادہ خون چوسنے کے منصوبے اور طریقے سوچتے رہنے کی بجائے اپنے اموال کا ایک حصہ لازماً غرباء پر صرف کریں۔ اور ضرورت کے وقت ان کو مدد دے کر ان کی ہمدردی اور دعائیں حاصل کریں۔ جب ایک شخص کے پاس اس قدر روپیہ موجود ہے۔ کہ وہ فارغ البالی سے اپنی ضروریات کو پورا کر سکے۔ اپنے متعلقین کے اخراجات کا متکفل ہو سکے۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ وہ اس تاک میں بیٹھا رہے۔ کہ جب کوئی کم آمد رکھنے والا حاجتمند امداد کا طالب ہو۔ تو اس کی پریشانی اور ضرورت کی مجبوری سے فائدہ اٹھا کر اس سے سود در سود کے ذریعہ کئی گنا وصول کرنے کا انتظام کرے۔ انسانی ہمدردی اور شرافت کا تقاضا یہ ہے کہ مالدار اپنے روپیہ کی حفاظت حاصل کرے۔ اور پھر انسانیت کے نام پر انسان کی مدد کرے۔

تعلقات کو بہتر بنانیکا طریق

ہم دعوٰی کے ساتھ لکھتے ہیں۔ اور بربنائے دلائل کوئی اس کی تردید نہیں کر سکتا۔ کہ اگر دنیا سے سود کی لعنت کا خاتمہ کر دیا جائے۔ تو انسان کے ساتھ انسان کے تعلقات بہتر ہو سکتے ہیں۔ وہ مغائرت اور عداوت جو سرمایہ دار اور مزدور کے مابین ہے۔ اور جو روز بروز ایک مستقل اور خطرناک جنگ کا محاذ بنتی جا رہی ہے۔ دور ہو سکتی ہے۔ کیونکہ وہ اس وجہ سے ترقی کر رہی ہے۔ کہ مزدور اور غریب طبقہ سرمایہ داروں کو ایک علیحدہ جنس اور علیحدہ طبقہ خیال کرتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ یہ لوگ ہمارے خون کے پیاسے ہیں۔ ہمارے ساتھ ان کو کوئی ہمدردی نہیں۔ کوئی انس نہیں۔ ہمارے مصائب کی انہیں کوئی پروا نہیں۔ بلکہ ہمیں مصیبت میں مبتلا کر کے اور ہماری کوڑی کوڑی ہتیا کر یہ لوگ خوش ہوتے اور اسے اپنی امیرانہ ٹھاٹھ کو قائم رکھنے کے لئے ضروری سمجھتے ہیں۔ دوسری طرف سرمایہ دار اس زعم میں مبتلا ہیں۔ کہ غرباء ہمارے دست نگر اور اپنی زیست کے لئے ہمارے محتاج ہیں۔ اور ان کی تباہی اور مصیبت ہماری آمدنیوں کے اضافہ کے لئے ضروری ہے۔ ایسی صورت میں کیونکر ممکن ہے۔ کہ دو لو طبقوں میں کبھی یگانگت پیدا ہو سکے۔ سرمایہ دار تو مزدوروں کو ان کی پست حالت میں دیکھنے پر مجبور ہیں۔ اور اپنی خستہ حالی سے پیچ و تاب کھا کر مزدور اس تاک میں ہیں۔ کہ جس طرح بھی ممکن ہو۔ اپنے ان خون کے پیاسوں کا جھگڑا چکا دیں لیکن اگر سود خواری بند ہو جائے۔ سرمایہ دار بغیر کسی لالچ کے غرباء اور مزدوری پیشہ لوگوں کو اپنے بھائی سمجھ کر ان کی امداد کے لئے ہاتھ بڑھائیں۔ تو یہ بے چینی بھی دور ہو سکتی ہے اور اس کے ساتھ ملکی دولت میں بھی اضافہ ہو سکتا ہے۔

زکوٰۃ کا مسئلہ

اسلام نے غرباء اور محتاجوں کی عام رنگ میں امداد کرنے کا حکم دینے کے علاوہ زکوٰۃ کا جو حکم دیا ہے۔ اور جسے فرض قرار دیا ہے۔ اسے اگر دنیا میں نافذ کر دیا جائے۔ اور صاحب حیثیت لوگوں کو مجبور کیا جائے۔ کہ غریب بھائیوں کے لئے سالانہ ایک مقررہ ٹیکس ادا کریں۔ حکومتیں اس کی وصولی اور پھر غرباء میں اس کی باقاعدہ تقسیم کی ذمہ واری اپنے سر لیں تو یہ آگ آن واحد میں سرد ہو سکتی ہے۔ جب حاجتمندوں کی ضروریات اور حوائج کے پورا ہونے کا معقول اور خاطر خواہ بندوبست ہو۔ تو ان کے لئے سرمایہ داروں کے خلاف باقاعدہ یا بے قاعدہ جنگ کرنے کا امکان ہی نہیں رہتا لیکن جب یہ صورت ہو۔ کہ ایک شخص بھوکوں مرنے پر مجبور ہو۔ اس کے بیوی بچوں کو تن ڈھانپنے کے لئے چیتھڑے بھی میسر نہ ہوں۔ مگر دوسرا شخص روپوں میں کھیل رہا اور ہر طرح سے آسائش کے ساتھ زندگی کے دن گذار رہا ہے۔ اور اسے کبھی بھول کر بھی یہ خیال نہ آئے۔ کہ کسی محتاج کا بھی اس کی دولت میں حصہ ہے۔ تو کیونکر خیال کیا جا سکتا ہے۔ کہ غرباء کے دل میں امراء کے خلاف جذبات مشتعل نہ ہونگے۔

ہمدردانہ مشورہ

پس ہم نہایت ہمدردی کے ساتھ اپنے ہندوستانی سرمایہ داروں کو یہ مشورہ دیتے ہیں۔ کہ ہندوستان کے اندر سوشلزم کی لعنت کو پیدا ہونے دینے اور اس ملک کے امن و امان کو اس کے حوالہ کر دینے سے قبل اسلام کے اقتصادی نظام کا مطالعہ کریں اور اصلاحات کی بنیاد اس کے تعلیم کردہ اصول پر رکھنے کے لئے اپنی تمام کوششیں صرف کر دیں۔ کہ یہی اقتصادی مصائب اور مشکلات کا حقیقی حل اور واحد علاج ہے۔ سوشلزم نہ پہلے کسی ملک کی اقتصادی مشکلات کے حل کا باعث ہؤا ہے اور نہ اب ہو سکتا ہے۔

انبیاء اور نجومیوں کی پیشگوئیوں میں فرق

انبیاء کی صداقت کا ایک ثبوت

اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ اور علم تام کے اظہار کے لئے نیز خلق کی رہبری اور راہ نمائی کے لئے دنیا میں سلسلہ نبوت کو جاری فرمایا۔ وہ اپنے برگزیدوں کے ذریعہ انسانوں کو ان کی غرض پیدائش کی یاد دہانی کراتا۔ اور ان کی صداقت کے ثبوت میں اپنا فصیح اور لذیذ کلام ان کی زبان پر جاری کرتا ہے۔ جو الٰہی شوکت اور برکت اور غیب کی کامل طاقت اپنے اندر رکھتا ہے۔ وہ نہایت پاک اور مصفا ہوتا ہے۔ اور اس میں بہت سی پیشگوئیاں کی جاتی ہیں۔ جو اپنے وقت پر پوری ہو کر خدا کے برگزیدوں کی صداقت پر مہر ثبت کرتی ہیں۔ اور خلق کی رہبری و راہنمائی کا موجب ہوتی ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے عالم الغیب فلا یظہر علیٰ غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسول (الجن ۲۴) کہ علم غیب میری ذات سے ہی مخصوص ہے۔ اور میں بجز اپنے برگزیدہ رسولوں کے اور کسی کو اس پر مطلع نہیں کرتا۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ پیشگوئیاں نبیوں کی صداقت کا بہت بڑا ثبوت ہیں ہر نبی اس ثبوت کو اپنی صداقت میں پیش کرتا رہا ہے۔

منکرین کا شیوہ

لیکن اہل دنیا کا یہ شیوہ اور دستور ہے۔ کہ جب کبھی ان کی طرف خدا تعالیٰ کا کوئی برگزیدہ اور پاکباز مبعوث ہوتا ہے۔ وہ اس پر ایمان لانے سے پس وپیش کرتے ہیں۔ اور اس کی تکفیر و تکذیب پر کمربستہ ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یاحسرۃً علی العباد ما یاتیہم من رسول الا کانوا بہ یستہزءون۔ ہائے افسوس ان لوگوں پر کہ جب کبھی ان کے پاس کوئی رسول اور نبی آتا ہے وہ بجائے ایمان لانے کے اس کی تکذیب و تکفیر کرتے ہیں۔ پس جب خدا تعالیٰ کے برگزیدہ اور پاکباز اپنی صداقت کے ثبوت میں پیشگوئیاں کرتے ہیں۔ اور وہ اپنے وقت پر پوری ہو کر ان کی صداقت کو واضح اور نمایاں کرتی ہیں۔ تو منکر اپنے قدیم دستور اور دیرینہ شیوہ کے مطابق ان کی تکذیب کرتے اور انہیں رمل اور نجوم کا نتیجہ بتاتے ہیں۔ اور چونکہ پیشگوئیوں میں ایک پہلو اخفاء کا بھی ہوتا ہے۔ جیسا کہ یومنون بالغیب سے ظاہر ہے۔ اس لئے منکرین ظاہری اشتباہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے کسی نہ کسی بہانہ اور عذر کی بناء پر حقیقت کے اخفاء کی کوشش کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ہر نبی کو ساحر کہا گیا۔ لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ ان کی پیشگوئیوں کو پورا ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں مگر پھر کہتے ہیں۔ یاایہا الساحر ادع لنا ربک (زخرف) کہ اے جادوگر ہمارے لئے خدا سے دعا مانگ۔ اسی طرح سید المرسلین حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزات اور پیشگوئیوں کو دیکھ کر کہا گیا۔ ان ہذا الساحر مبین کہ یہ تو بڑا جادوگر ہے۔ اس نے ہماری آنکھوں پر جادو کر دیا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کذالک ما اتی الذین من قبلہم من رسول الا قالوا ساحر او مجنون۔ کہ ان لوگوں کا دستور اور طریق یہی ہے۔ کہ جب بھی پیشگوئیاں اور آیات کو دیکھتے ہیں۔ تو سحر اور جنون سے تعبیر کر دیتے ہیں۔ پس یہ کوئی نئی بات نہیں۔ بلکہ ان کی دیرینہ عادت ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئیاں

اس زمانہ کے مرسل و مامور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی سینکڑوں پیشگوئیاں اللہ تعالیٰ سے علم پا کر بیان فرمائیں۔ جو اپنے وقت پر پوری ہوئیں۔ اور ہو رہی ہیں۔ آپ نے تحریر فرمایا:۔

"میری کسی پیشگوئی کے خلاف ہونے کی نسبت کس قدر جھوٹ بولتے ہیں۔ حالانکہ ایک بھی پیشگوئی جھوٹی نہیں نکلی بلکہ تمام پیشگوئیاں صفائی سے پوری ہو گئیں۔ شرطی پیشگوئیاں شرط کے موافق پوری ہوئیں۔ اور ہوں گی۔ اور جو پیشگوئیاں بغیر شرط کے تھیں۔ جیسا کہ لیکھرام کی نسبت پیشگوئی تو وہ اسی طرح پوری ہو گئیں۔ یہ تو میری پیشگوئیوں کی واقعی حقیقت ہے۔" (اعجاز احمدی صـ)

لیکن باوجود اس کے مخالفین نے اپنی قدیم عادت اور دیرینہ طریق کو ترک نہ کیا۔ اور خدا تعالیٰ کے فرمان کے مطابق وان یروا اٰیۃ یعرضوا ویقولوا سحر مستمر (القمر ۱) کہ جب بھی منکرین کوئی نشان دیکھتے ہیں تو اس کو جادو سے تعبیر کرتے ہوئے اعراض کرتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیوں کو پورا ہوتے دیکھ کر بجائے ایمان لانے کے ان کو سحر اور رمل کی طرف منسوب کیا۔

چنانچہ مرزا احمد بیگ صاحب ہوشیارپوری کی وفات کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی جب پوری ہوئی۔ تو مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ میں لکھا۔ "اگرچہ یہ پیشگوئی تو پوری ہو گئی ہے مگر یہ الہام سے نہیں۔ بلکہ علم رمل اور نجوم وغیرہ سے کی گئی ہے۔" (منقول از اشتہار ۶ ستمبر ۱۸۹۴ء)

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ کیا وجہ ہے۔ کہ منکرین و مخالفین انبیاء جب پیشگوئیوں کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ تو ان کو سحر اور رمل و نجوم کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ کیا ان میں کوئی ایسا فرق اور امتیاز نہیں ہے۔ جس سے وہ اصل حقیقت سے آگاہ ہو سکیں۔

الہامی پیشگوئیوں میں امتیاز

تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ الہامی پیشگوئیوں اور رمالوں اور نجومیوں کے اقوال میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ مگر منکرین انبیاء کا مقصد چونکہ استہزاء اور تکذیب ہوتا ہے۔ اس لئے وہ اس فرق کو دیکھتے ہی نہیں۔ اور جو دیکھتے ہیں۔ وہ زمرۂ مومنین میں داخل ہو جاتے ہیں۔ ذیل میں چند موٹی موٹی باتیں پیش کی جاتی ہیں۔

پہلا فرق

پہلا فرق جو الہامی پیشگوئیوں اور منجموں اور کاہنوں کے اقوال میں ہوتا ہے۔ یہ ہے۔ کہ پیشگوئی براہ راست خدا کا فعل ہوتا ہے۔ مگر دوسرے عجائب امور اسباب طبعی ونفسی کے نتائج ہوتے ہیں۔ منجم یا کاہن اور رمال لوگ جو خبریں آئندہ کے متعلق بتاتے ہیں۔ ان کا یہ دعویٰ نہیں ہوتا۔ کہ یہ خبریں ان کو خدا نے بغیر کسی آلہ اور قیاس کے بتائی ہیں بلکہ ان کا تمام تر مدار اپنے قیاس اور آلات پر ہوتا ہے۔ لیکن الہامی پیشگوئیاں کلی طور پر خدا کی طرف منسوب کی جاتی ہیں اور ان میں آلات اور قیاس کا دخل نہیں ہوتا۔ اس لئے ان پیشگوئیوں کا کرنا انبیاء علیہم السلام کے اختیار میں نہیں ہوتا۔ بلکہ جب اور جس وقت اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔ وہ ان پر غیب کی خبریں ظاہر کرتا ہے۔

دوسرا فرق

الہامی پیشگوئیوں اور منجموں اور کاہنوں کے اقوال میں دوسرا فرق یہ ہے۔ کہ الہامی پیشگوئیوں میں شوکت اور برکت ہوتی ہے۔ اور یقین اور حقانیت پائی جاتی ہے۔ لیکن منجموں اور کاہنوں کے اقوال میں ایسا نہیں ہوتا۔ بلکہ محض اندازے ہوتے ہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نجومیوں رمالوں اور کاہنوں کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔ "یہ تمام

فرقے جن کا اوپر ذکر ہوا ہے۔ صرف ظن اور تخمیناً بلکہ وہم پرستی سے باتیں کرتے ہیں یقینی اور قطعی علم ان کو ہرگز ہرگز نہیں ہوتا۔ اور نہ ان کا ایسا دعوے ہوتا ہے۔ اور بعض حوادث کونیہ سے جو یہ لوگ اطلاع دیتے ہیں۔ تو ان کی پیشگوئیوں کا ماخذ صرف علامات و اسباب ظنیہ ہوتے ہیں جنہوں نے قطع اور یقین کے مرتبہ سے مس بھی نہیں کیا ہوتا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ان کی پیشگوئیوں میں عزت اور قبولیت اور منصوریت اور کامیابی کے انوار نہیں پائے جاتے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مگر انبیاء اور اولیاء صرف نجومیوں کی طرح امور غیبیہ کو ظاہر نہیں کرتے بلکہ خدا کے کامل فضل اور بزرگ رحمت سے کہ جو ہر دم ان کے شامل حال ہوتی ہے۔ ایسی اعلےٰ پیشگوئیاں بتلاتے ہیں۔ جن میں انوار قبولیت اور عزت آفتاب کی طرح چمکتے ہوئے نظر آتے ہیں"

تیسرا فرق

تیسرا فرق یہ ہوتا ہے۔ کہ الہامی پیشگوئیوں کے ذریعہ سے قلب حقیقت اور تبدیلئ خاصیت ہو جاتی ہے۔ یعنی ان کے ذریعہ سے انسانوں کا تزکیہ ہوتا ہے۔ ان سے اعدائے حق کی ہلاکت اور مومنین رسالت کی حمایت اور برکت مقصود ہوتی ہے۔ لیکن سحر وطلسم اور نجومیوں کے اقوال میں جو چیزیں ہوتی ہیں۔ وہ صرف فریب نظر ہوتی ہیں۔ ان کا مقصد انسانوں کا تزکیہ نہیں ہوتا۔ بلکہ محض کھیل۔ تماشہ اور شعبدہ بازی ہوتا ہے چنانچہ مولوی شبلی نعمانی لکھتے ہیں۔

"سب سے آخری شئے جو ان دونوں کے درمیان حد فاصل بن جاتی ہے۔ یہ ہے۔ کہ ساحر و بازیگر و شعبدہ باز صرف تماشہ کرتب اور عجائبات دکھاتے ہیں۔ اس کے ساتھ وہ اپنی زندگی کی پاکیزگی اور ارادوں کی بے گناہی۔ دلوں کی طہارت اور صفائی۔ شریعت الہٰی کی تبلیغ انسانوں کے تزکیہ سیاہ کاریوں کے قلع قمع کے نہ وہ مدعی ہوتے ہیں۔ اور نہ یہ خواص اور کارنامے ان سے ظاہر ہوتے ہیں۔ لیکن انبیاء کی معصوم زندگی پاک اخلاق۔ مقدس اعمال اور دیگر پیغمبرانہ خصائص و کیفیات خود ان کی نبوت کی منادی کرتے رہتے ہیں۔ قدم قدم پر خدا ان کی دعوت کی تائید کرتا ہے۔ ان کی صدائے حق جماعتوں قوموں اور ملکوں میں روحانی انقلاب پیدا کر دیتی ہے۔ ان کی سچائی راستی اور صداقت پر ان کے سوانح حیات کا حرف حرف گواہ ہوتا ہے" (سیرۃ النبیؐ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:۔ "قرآن شریف کی پیشگوئیوں پر نظر ڈالو۔ تو معلوم ہو۔ کہ وہ نجومیوں وغیرہ درماندہ لوگوں کی طرح ہرگز نہیں۔ بلکہ ان میں صریح ایک اقتدار اور جلال جوش مارتا ہوا نظر آتا ہے۔ اور اس میں تمام پیشگوئیوں کا یہی طریق اور طرز ہے۔ کہ اپنی عزت اور دشمن کی ذلت اور اپنا اقبال اور دشمن کا ادبار اور اپنی کامیابی اور دشمن کی ناکامی اور اپنی فتح اور دشمن کی شکست اور اپنی ہمیشگی سرسبزی اور دشمن کی تباہی ظاہر کی ہے۔ کیا اس قسم کی پیشگوئیاں کوئی نجومی بھی کر سکتا ہے۔ یا کسی رمال یا مسمریزم کے ذریعہ سے ظہور پذیر ہو سکتی ہیں ہرگز نہیں"

ساحر اور نجومی محض ایک تماشہ گر ہوتا ہے۔ اس میں یہ قدرت نہیں ہوتی۔ کہ وہ قوت سحر سے تزکیہ نفوس کرے یا اصلاح عالم کا کام سرانجام دے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ آج تک کسی ساحر۔ نجومی یا رمل کے جاننے والے نے اصلاح عالم کا فرض ادا نہیں کیا۔ ایک ساحر یا کاہن خواص اشیاء میں تو تبدیلی پیدا کر سکتا ہے۔ مگر کسی کے دل میں کوئی تبدیلی نہیں کر سکتا۔ یہ صفت صرف خدا کے برگزیدوں ہی میں ہوتی ہے۔ کہ وہ سونے چاندی پر نہیں۔ بلکہ دلوں پر اخلاص و ایثار محبت و پیار اور صدق و صفا کی مہر لگاتے ہیں۔ وہ اپنی پیشگوئیوں اور معجزانہ کارناموں سے دنیا میں تغیر عظیم پیدا کر دیتے ہیں۔ بدی اور گناہوں کی مکدر فضا کو صاف کر کے نیکی اور تقوےٰ کو قائم کرتے ہیں۔

رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کو ہی دیکھ لو۔ آپ کی تشریف آوری کے زمانہ میں ملک عرب کی خصوصاً اور تمام دنیا کی عموماً کیسی بدترین حالت تھی۔ دنیا اس بات پر شاہد ہے۔ کہ اس ظہور قدسی سے پیشتر اخلاق فاضلہ اور روحانیت تباہ و برباد ہو چکی تھی۔ باوجود اس کے کہ سرزمین عرب میں سینکڑوں کاہن اور رمال موجود تھے۔ اور ان کی بڑی کثرت تھی۔ لیکن ان کے ذریعہ کوئی اصلاح نہ ہو سکی۔ مگر رحمۃ للعالمین کے وجود مبارک سے ایک حیرت انگیز تبدیلی ہو گئی جس نے کیا بیگانے اور کیا یگانے سب کو حیران کر دیا۔ وہ لوگ جو صدیوں سے اخلاق فاضلہ اور روحانیت سے محروم ہو چکے تھے۔ ان کا تمدن مٹ چکا تھا تہذیب نابود ہو چکی تھی۔ اس مبارک وجود کی وجہ سے متمدن مہذب اور با اخلاق بن گئے۔

کاہنوں کی کہانت اور رمالوں کا رمل ان کے اخلاق میں کوئی اصلاح پیدا نہ کر سکا۔ لیکن خدا تعالےٰ کے ایک مبشر اور پیغامبر نے ان میں انقلاب عظیم برپا کر دیا۔ وہ پاکیزگی جو صدیوں سے مٹ چکی تھی۔ وہ روحانیت جو ان میں سے نابود ہو چکی تھی۔ پھر از سر نو پیدا کر دی۔ صلی اللہ علیہ وسلم

خاکسار

ملک محمد عبد اللہ مولوی فاضل بمبڑ پالی

احراریوں کے جلسہ کے انتظامات اور "اخبار سول"

اخبار "سول اینڈ ملٹری گزٹ" میں اس کے خاص نامہ نگار نے احراریوں کے جلسہ کے انتظامات ۱۵ اکتوبر بچشم خود دیکھ کر جو مضمون لکھا۔ اس میں بیان کیا ہے "میں۔ ڈی۔ اے۔ وی ہائی سکول میں بھی گیا جو احراریوں کے جلسہ کا مرکز ہے۔ اس کے ارد گرد چند دکانیں ہیں۔ اور کچھ خیمے لگانے کی بھی تیاریاں کی جا رہی ہیں لیکن اگر وزیٹروں کی اتنی ہی تعداد آئی جتنی کہ احراریوں کو توقع ہے تو زیادہ بھوکے واپس جائینگے۔ یا کوئی جادوگر انہیں کھانا مہیا کرنیکا انتظام کریگا"

قادیان میں احمدیوں سے برچھیاں برآمد نہیں ہوئیں

بعض اخبارات میں ایسوسی ایشن پریس کا قادیان سے روانہ کیا ہوا تار چھپا ہے۔ جس میں لکھا ہے۔ کہ چند برچھیوں کی برآمد کے باعث حکومت پنجاب نے یہ حکم دیا ہے۔ کہ مسلم کانفرنس میں شامل ہونے والے کسی قسم کے ہتھیار حتیٰ کہ لاٹھیاں تک بھی اپنے ہمراہ نہ لائیں۔

اس کے متعلق اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ قادیان کے کسی احمدی کے قبضہ سے کوئی برچھی برآمد نہیں ہوئی۔ اور جہاں تک ہمیں علم ہے۔ قادیان کی غیر مسلم آبادی میں بھی برچھیاں نہیں پائی گئیں۔ البتہ احراریوں کے قبضہ سے ان کی برآمدگی کے متعلق ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔

سرگودہ میں جماعت احمدیہ کا جلسہ

آریوں سے مباحثہ کیوں نہ ہوا

جماعت احمدیہ سرگودہا کا مرکزی تبلیغی جلسہ ۶-۷-۸ اکتوبر ۳۲ء احاطہ حافظ عبد العلی صاحب احمدی بی اے وکیل سرگودہا میں منعقد ہوا۔ جس میں علاوہ مقامی جماعت کے بیرونجات سے بھی قریباً دو صد احمدی احباب شامل ہوئے۔ جو اپنے ہمراہ بعض غیر احمدی اصحاب کو بھی تقاریر سننے کے لئے لائے۔ خورونوش کا انتظام مقامی جماعت نے کیا۔ جس میں بیرونجات کے بعض احباب نے بھی مالی اور والنٹیرز کے ذریعہ امداد کی۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء

جلسہ گاہ

مکان جلسہ گاہ اندر اور باہر سے جھنڈیوں اور رنگین پارچات کے خوشخط بورڈ اور موزون قطعات سے آراستہ کی گئی اور گیس کی روشنی اور پانی وغیرہ کا بھی خاطر خواہ انتظام تھا۔

تشہیر

تمام شہر میں جلسہ سے پہلے اشتہارات چسپاں اور تقسیم کرائے گئے۔ اور روزانہ منادی بھی کی جاتی رہی۔ لیکن زیادہ تحریک کا سامان یہ پیدا ہوگیا۔ کہ ہمارے جلسہ سے ایک ہفتہ پہلے آریہ سماج کا جلسہ ہوا۔ جس میں ان کے مشہور مناظر رودرانند صاحب نے اسلام اور قرآن کریم پر زور شور سے حملے کرنے کے علاوہ مقابلہ کے لئے چیلنج بھی دئے۔ اور آخر میں تحریری چیلنج بھی ہماری جماعت کی طرف بھیج دیا۔ کہ میں آپ کے جلسہ میں مناظرہ کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے وقت دیا جائے۔ چنانچہ سکرٹری صاحب آریہ سماج سے خط وکتابت ہوکر شرائط اور مضامین مناظرہ طے ہوگئے ہم نے اپنے جلسہ کے اشتہار میں اس مناظرہ کا بھی اعلان کردیا۔ جس کی وجہ سے شہر بھر میں ہمارے جلسہ اور مناظرہ کے متعلق ہر مذہب وملت کے لوگوں میں خاص طور پر دلچسپی پیدا ہوگئی۔

مناظرہ بند کردیا گیا

جلسہ کے پہلے ہی دن جبکہ پچھلے پہر کا اجلاس شروع تھا۔ اچانک سب انسپکٹر صاحب پولیس نوٹس دستخطی ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب ضلع شاہ پور لایا۔ جس میں یہ ظاہر کیا گیا تھا۔ چونکہ انجمن احمدیہ سرگودہا نے آریہ سماجیوں کو جو دعوت دی ہے۔ کہ وہ ہمارے جلسہ میں آئیں۔ اور مذہبی مضامین کے مباحثوں میں حصہ لیں۔ اس واسطے انجمن احمدیہ سرگودہا اپنی وہ دعوت واپس لے اگرچہ اس نوٹس کا وہ حصہ جس میں مناظرہ کا ابتدائی چیلنج دینا جماعت احمدیہ کی طرف منسوب کیا گیا تھا۔ واقعات کے خلاف تھا۔ کیونکہ دراصل دعوت مناظرہ آریہ سماجیوں نے دی تھی جس کو جماعت احمدیہ نے منظور کیا تھا۔ تاہم مناظرہ بند کرنا پڑا اور اس حکم پر نظر ثانی کرنے کے واسطے دوسرے طریق پر کوشش کی گئی۔ لیکن صاحب موصوف نے پہلے حکم کو منسوخ کرنا مناسب خیال نہ کیا

کارروائی جلسہ

ہمارا جلسہ باقاعدہ ہوتا رہا۔ ہر سہ ایام میں صبح اور شام اور رات کے اجلاس نہایت شاندار اور بارونق صورت میں منعقد ہوئے جن میں بعض اوقات میں حاضرین کی تعداد آٹھ نو سو تک پہنچ جاتی۔ بلکہ رات کے اجلاسوں میں ہجوم بہت بڑھ جاتا۔

تقاریر

مختلف اجلاسوں میں حسب ذیل مضامین پر مقررین نے تقریریں فرمائیں۔ (۱) گیانی واحد حسین شیر سنگھ صاحب نے اپنے دو لیکچروں میں ویدک دہرم اور اسلام کی تعلیم کا نہایت مؤثر پیرایہ میں مقابلہ کیا۔ دوسرے دن رات کے اجلاس میں بابا نانک صاحب علیہ الرحمۃ کا مسلمان ہونا گرنتھ صاحب اور جنم ساکھیوں سے پراثر طریق پر ثابت کیا۔ اس وقت سکھ کافی تعداد میں جلسہ میں موجود تھے۔ جن میں سے ایک صاحب نے دوران تقریر میں بولنا شروع کردیا۔ جس پر انہیں خاموشی سے سننے اور اخیر پر اپنا اعتراض پیش کرنے کے لئے کہا گیا۔ آخر دلائل کی تاب نہ لاکر قریباً تمام کے تمام سکھ صاحبان جلسہ گاہ سے اٹھ کر چلے گئے۔ بعد میں معلوم ہوا۔ کہ دوسرے دن اس لیکچر کی تردید کرنے کے لئے سکھوں میں تیاریاں اور چہ میگوئیاں ہوتی رہیں۔ چنانچہ ہمارے جلسہ کے ختم ہوجانے کے بعد آریہ سماج کی سٹیج پر اور آریہ سماجیوں نے متحد ہوکر بابا نانک صاحب کے مسلمان نہ ہونے کے متعلق لیکچر کرائے لیکن وہ ہمارے گیانی صاحب کے پیش کردہ دلائل کو توڑ نہ سکے۔ تیسرے دن کے دوسرے اجلاس میں گیانی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ظہور کے متعلق سکھوں کے گرو صاحبان کی پیشگوئیاں بیان کیں۔

مہاشہ محمد عمر صاحب مولوی فاضل کا پہلا لیکچر اس مضمون پر تھا۔ کہ میں کیوں مسلمان ہوا۔ جس میں ویدک دہرم کی تعلیم کا مقابلہ اسلامی تعلیم کے ساتھ نہایت کامیابی اور وضاحت سے کرکے اسلامی تعلیم کی خوبی اور تکمیل کو نمایاں کیا۔ دوسرے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور کے بارہ میں ہندوستان کی پرانی مذہبی کتب میں جو پیشگوئیاں ہیں۔ ان کو بیان کرکے اس زمانہ کے مصلح اور موعود کرشن اوتار کے دعویٰ کو گذشتہ پیشگوئیاں کے مطابق ثابت کیا۔ تیسرے اجلاس میں اسلام اور ویدک دہرم کا مقابلہ نہایت احسن ودلاویز پیرایہ میں کرکے اسلام اور قرآن کی صداقت اور برتری واضح کی۔

مولوی محمد شریف صاحب مولوی فاضل نے پہلے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیضان پر تقریر کی۔ دوسرے دن ختم نبوت کی حقیقت واضح طور پر بیان کی۔ جس کے بعد مولوی محمد سلیم صاحب مولوی فاضل نے صدارتی تقریر میں لفظ خاتم کے مختلف معانی مثلاً زینت اور کمالات کو احاطہ کرنا وغیرہ بیان کئے۔ پچھلے پہر کے اجلاس مولوی محمد شریف صاحب نے حضرت مسیح موعود کے کارنامے نہایت مؤثر الفاظ میں بیان کئے۔

مولوی محمد سلیم صاحب مولوی فاضل نے اپنی صدارتی تقریر میں بعض ان سوالات کے جوابات دئے۔ جو سامعین میں سے کسی صاحب نے لکھ کر دئے تھے۔

علاوہ ازیں مولوی صاحب نے آخری دن کے آخری اجلاس شبینہ میں صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے موضوع پر نہایت دلاویز اور دلنشین پیرایہ میں تقریر کی۔ جس میں غیر احمدی مولویوں کے مخالفانہ جلسوں کا ذکر کرکے ان کو غیرت دلائی۔ کہ وہ لوگ عین ہمارے اجلاسوں کے اوقات میں بالمقابل جلسے کرکے لوگوں کو ہمارے جلسوں میں آنے سے روک رہے ہیں۔ لیکن آریوں کے جلسے جو یہاں کئی دن تک اسلام کے خلاف ہوتے رہے۔ ان کے خلاف ایک لفظ تک بولنے کی بھی انہیں جرأت نہیں ہوئی۔ اس کے بعد غیر احمدیوں کے ان اعتراضات کے جوابات دئے۔ جو انہوں نے اپنے جلسوں میں کئے تھے۔

غرضیکہ مختلف اعتراضات کا جواب دینے کے بعد موجودہ زمانہ کی حالت اور غربت اسلام کا نقشہ کھینچا۔ اور پھر انبیاء کی شناخت کا معیار بیٹے کی شناخت کی مثال دے کر بیان کیا۔ پھر آیت قطع الوتین کی موجودگی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اپنے متعلق تباہی اور ہلاکت کی مشروط دعائیں کرکے بھی محفوظ رہنا اور طوفان طاعون میں آپ کے گھر کا کشتی نوح کی طرح بچ رہنا وغیرہ مضامین کو ایسے عمدہ پیرایہ میں بیان کیا۔ کہ سامعین بُت بنے سنتے رہے۔

مولوی عبد العزیز صاحب (دعبنی) مخصل۔ جو بتقریب دورہ اس موقعہ پر آئے تھے۔ انہوں نے بھی اسلام کے زندہ مذہب ہونے اور وفات مسیح اور صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مضامین پر وقتاً فوقتاً عام فہم اور مؤثر تقاریر کیں۔

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

نائب قونصل ایران نے کوئٹہ سے ۱۷ اکتوبر کی اطلاع کے مطابق ایک بیان میں لکھا ہے۔ کہ اس ملک میں یا دیگر ممالک میں ایرانی پالیسی یہ ہے۔ کہ اپنے تمام ہمسایوں پر اعتماد اور ان سے اچھے تعلقات رکھے جائیں۔ ہم قدرتاً ہندوستانیوں کو خوش حال تنومند متحد اور اپنے قومی وقار کو قائم رکھنے والے دیکھنا چاہتے ہیں۔

شاہ الگزنڈر کے قاتل کے متعلق پیرس سے ۱۷ اکتوبر کا پیغام مظہر ہے۔ کہ بلگریڈ کی پولیس نے فرانسیسی پولیس کی مدد سے قاتل کا سراغ لگا لیا ہے۔ یہ شخص ۱۸۹۷ء میں مقدونیہ میں پیدا ہوا تھا۔ اس نے مقدونیہ کی ایک دہشت انگیز جماعت کی رکنیت اختیار کی۔ دو سیاسی قتلوں کے جرم میں ۱۹۲۳ء میں اس کو سزائے موت دی گئی۔ لیکن بعد میں رہا کر دیا گیا۔ اس کے بعد وہ کروشیا کی ایک دہشت انگیز جماعت میں شامل ہو گیا۔

حیدرآباد دکن سے ۱۸ اکتوبر کی اطلاع مظہر ہے کہ حضور نظام کی سالگرہ کی تقریب پر ریاست کی سکھ۔ ہندو اور پارسی جماعتوں نے سپاسنامہ پیش کیا جس میں اعلیٰحضرت کی درازیٔ عمر کی دعا کرتے ہوئے شاہی خاندان کے ساتھ وفاداری کا اظہار کیا۔ نیز شہر یار دکن کی رواداری۔ ہمدردی اور تحفظ مذہب کے لئے ایڈریس میں شکریہ ادا کیا گیا۔

طہران سے آمدہ اطلاع مظہر ہے۔ کہ رضا شاہ ہسپتال جو ایک عرصہ سے زیر تعمیر تھا۔ اب بالکل مکمل ہو گیا ہے۔

فرانس سے آمدہ اطلاع مظہر ہے۔ کہ وہاں ایک بڑا سیاست دان موسیو پوانکارے فوت ہو گیا ہے۔ موسیو ممدوح متعدد بار حکومت فرانس کے وزیراعظم منتخب ہوئے جنگ عظیم کے زمانہ میں آپ جمہوریہ فرانس کے صدر تھے۔ اور ان عظیم الشان شخصیتوں میں شمار کئے جاتے تھے۔ جن کی وجہ سے اتحادیوں کو جنگ عظیم میں فتح حاصل ہوئی

عبدالقیوم صاحب کی جن کو بدزبان آریہ نتھو رام کے قتل کے سلسلہ میں سزائے موت کا حکم ہوا تھا۔ اپیل بعدالت جوڈیشل کمشنر سندھ کی فل بنچ کے سامنے دائر کر دی گئی ہے۔ اپیل کی سماعت ۲۶ اکتوبر کو ہو گی۔

برلن سے ۱۷ اکتوبر کی اطلاع کے مطابق پیرس نے سینٹ میونسپل اور جوڈیشل افسروں کے سامنے ایک تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ ہر ہٹلر جرمنی کا پریذیڈنٹ اور چانسلر رہے گا۔ موجودہ طرز حکومت یکم اگست ۱۹۳۴ء کے پاس شدہ قانون کے اصول پر مبنی ہے۔ ہٹلر آئندہ پارلیمنٹ کے سامنے جوابدہ نہیں ہو گا۔

کشمیر اسمبلی کا افتتاح سری نگر کی اطلاع کے مطابق ۱۸ اکتوبر کو ہوا۔ سر ونال صدر تھے۔ اجلاس ساڑھے نو بجے صبح پرانے محل میں منعقد ہوا۔ مہاراجہ صاحب اپنے عملے کے ہمراہ جلوس کی صورت میں ہال میں داخل ہوئے اسمبلی کے متعلق افتتاحی اعلان ایک طلائی طشت میں مہاراجہ صاحب کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ جسے وزیراعظم نے پڑھ کر سنایا۔ فرنچائز کمیٹی کی رپورٹ کے تقرر وغیرہ کے واقعات کے بعد اعلان میں یہ ذکر تھا۔ کہ موجودہ اجتماع کا یہ مقصد ہے۔ کہ ہماری کوششوں کو خارجی جامہ پہنایا جائے۔ مسلم کانفرنس پارٹی نے اسمبلی کے محدود اختیارات کی وجہ سے اس پر عدم اعتماد کا اظہار کیا۔

اخبار سیاست لاہور نے ضمانت داخل کر دی ہے۔ اور عنقریب شائع ہونا شروع ہو جائے گا۔

اخبار زمیندار لاہور سے تین ہزار اور منصور پریس مملوکہ مولوی ظفر علی صاحب سے ایک ہزار روپیہ کی ضمانت اس کے ایک مضمون کی بنا پر طلب کی گئی ہے۔ اور ۲۹ اکتوبر تک داخل کرنے کی مہلت دی گئی ہے

مہاراجہ صاحب فریدکوٹ نے ۱۹ اکتوبر کی اطلاع کے مطابق رسم تاجپوشی کے موقعہ پر ۷ قیدی رہا کئے انہوں نے ملک معظم اور وائسرائے کو یقین دلایا۔ کہ وہ اپنے آبا و اجداد کی طرح تاج برطانیہ کے ہمیشہ وفادار رہیں گے۔

لنڈن سے ۱۹ اکتوبر کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ جب شہزادی مرینا اور شہزادہ جارج کی رسم شادی منائی جائے گی۔ تو اس وقت کی تمام مراسم کے متعلق ہندوستان کو لمحہ بہ لمحہ کی اطلاع بھیجی جائے گی۔

مسٹر سرت چندر بوس شاہی قیدی کو کلکتہ سے ۱۹ اکتوبر کی اطلاع کے مطابق ان کی والدہ کی علالت کی وجہ سے ۵ دن کے لئے رہا کیا گیا ہے۔

جزیرہ منیلا سے ۱۸ اکتوبر کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ وہاں ایک قیامت خیز طوفان آیا ہے۔ طوفان کی تباہ کاریوں نے سارے جزیرہ میں سنسنی پھیلا دی ہے۔ مالی نقصان کا اندازہ ۲۰ لاکھ ڈالر لگایا گیا ہے۔ سطح سمندر پر جو جہاز تیر رہے تھے چٹانوں سے ٹکرا گئے۔ ہزاروں درخت طوفان باد و باراں سے جڑوں سے اکھڑ گئے۔ ۵۵ ہزار اشخاص اس قیامت خیز طوفان کی وجہ سے بے خانماں ہو گئے ہلاک شدگان کی تعداد ۸۰ بتائی جاتی ہے۔ بجلی گرنے سے متعدد اشخاص مجروح ہو گئے۔

سر جوزف بھور گورنمنٹ آف انڈیا کے کامرس ممبر ۱۷ اکتوبر لاہور آئے۔ انڈین چیمبر آف کامرس کے ممبران نے ریلوے سٹیشن پر ان کا استقبال کیا۔

لاہور سے ۱۸ اکتوبر کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ ہائیکورٹ پنجاب کی تحریک انسداد رشوت ستانی کے سلسلہ میں اس وقت تک بیس سب ججوں کے خلاف ہائیکورٹ میں مسلیں تیار ہو چکی ہیں۔ اور تحقیقات کے لئے مسٹر بلیگر کو مقرر کیا گیا ہے۔

کشمیر اسمبلی کے بعض ممبران کے متعلق سنا گیا ہے کہ انہوں نے یہ فیصلہ کیا ہے۔ چونکہ شرح اور الاؤنس صرف پانچ روپیہ یومیہ مقرر کی گئی ہے۔ جو ان کی پوزیشن سے بہت کم ہے۔ اس لئے وہ لینے سے انکار کر دیں گے۔

لاہور سے ۱۹ اکتوبر کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ پنجاب کے بارہ حلقہ ہائے انتخاب کی مکمل فہرست سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ چار مسلمان سید غلام بھیک نیرنگ۔ نواب سر مہر شاہ۔ خان بہادر مخدوم رحیم بخش۔ اور میر میاں غیاث الدین صاحب بلا مقابلہ منتخب ہوئے ہیں۔

قرضہ بل کے متعلق لاہور سے ۱۹ اکتوبر کی اطلاع سے معلوم ہوا ہے۔ کہ حکومت اس بل کو کونسل کے اسی اجلاس میں بحث و تمحیص کے لئے پیش کرے گی۔ اور مزید استصواب رائے عامہ کیلئے اسے دوبارہ مشتہر نہ کیا جائے گا۔

شاہ یوگوسلاویہ کی رسوم تدفین لنڈن سے ۱۸ اکتوبر کی اطلاع کے مطابق عمل میں لائی گئیں۔ بلگریڈ شہر تمام کا تمام اندوہناک تھا۔ جس جس راستہ سے جنازہ کا جلوس گذرا۔ اس کے دونو طرف بے پناہ ہجوم اپنے بادشاہ کو آخری مرتبہ دیکھنے کے لئے موجود تھا۔

کیمبرج یونیورسٹی کی ایک نئی لائبریری کے متعلق رگبی سے ۱۹ اکتوبر کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ اس میں ۱۵ لاکھ کی کتابیں ہیں۔ اور جن الماریوں میں ان کتب کو ترتیب سے رکھا گیا ہے۔ اس کا مجموعہ طول چالیس میل ہے۔ ۲۲ اکتوبر کو ملک معظم اس جدید لائبریری کا افتتاح کریں گے۔ یہ افتتاحی تقریب لائبریری کے ریڈنگ روم میں ادا کی جائے گی جو ۱۹۴ فٹ لمبا ہے۔

ایک ہندو سٹیشن ماسٹر کو گولی گاؤں سے ۱۸ اکتوبر

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپایا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر:۔ غلام نبی